

اقطاعی نظام سے جاگیردارانہ نظام تک کا تاریخی عمل

A gradual transformation from Iqta system to feudalism

ڈاکٹر ادیبہ صدیقیⁱ ڈاکٹر خدیجہ عزیزⁱⁱ سعدیہ رحمنⁱⁱⁱ

Abstract

The term "Iqta" is exclusively an Islamic concept of distributing land. During the era of the Holy Prophet Muhammad (PBUH), the land has been distributed as Iqta for the purpose of rehabilitation and to win the hearts of the various tribes of that times. The very first implementation was executed when a Jewish tribe was exiled, and its land was distributed to the immigrants and some poor individuals. In addition, the conquered land was also distributed to the deserving ones. The first caliph, Hazrat Abu Bakar also followed the same trend as adopted by the prophet. In contrast, the second caliph Hazrat Omer discouraged the idea of feudalism and the sale and purchase of the land were banned. He believed that the captured and other such lands should be the property of the state rather than individuals. In the times of the third caliph, Hazrat Usman eased the policy due to certain reasons and paved the way for feudalism. This led to the emergence and establishment of the feudal system all over the Islamic States. The likely reason was the conquerors were influenced by the traditions and civilizations. Later, the Islamic State expanded to Egypt, Syria, Iran and Rome where the Kingdom Rule was in-placed with the built-in feudalism.

Key Words: Iqta, Distributed land, Rehabilitation, Feudalism and Islamic State.

اقطاع اسلامی فقہ کی ایک اصطلاح ہے جس سے مراد حکومت کی جانب سے قطعات زمین کا عطیہ ہے۔ اہل لغت کے نزدیک لفظ "اقطاع" دینے، مالک بنانے، فائدہ پہنچانے یا حاصل کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جیسے کہ لسان العرب میں ہے:

اِقْتَطَعْتُ مِنَ الشَّيْءِ قِطْعَةً¹

"میں نے کسی سے کچھ ٹکڑا حاصل کیا۔"

مصباح المنیر میں ہے:

اَقْطَعَ الْإِمَامُ الْجُنْدَ الْبَلَدَ²

"حاکم نے لشکر کے لئے زمین کا علاقہ بطور وظیفہ مقرر کر دیا۔"

i ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف سیرہسٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور، پشاور

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یمن یونیورسٹی، پشاور

iii لیکچرار ان اسلامیات، جناح کالج فار وومن، یونیورسٹی آف پشاور، پشاور

گزشتہ بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل لغہ کے نزدیک اقطاع سے مراد حکومت کا کسی شخص کو زمین کا ٹکڑا دینا ہے۔ "اقطاع" کا اصطلاحی مفہوم بھی اسی کے موافق ہے۔ اصطلاحاً اقطاع سے مراد حاکم یا حکومت کا کسی شخص کو زمین کا ٹکڑا دینا ہے جس کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ کہ زمین کا ٹکڑا ملکیت کے ساتھ دیا جائے، دوسری صورت یہ کہ زمین کے ٹکڑے سے صرف انتفاع کا حق تفویض کیا جائے، ملکیت نہیں۔ نیز وہ شخص جسے زمین کا ٹکڑا اقطاع کیا گیا اُسے اس ٹکڑے پر حکومت کی طرف سے عائد محصول بھی ادا کرنا ہوگا۔

اقطاع کا اطلاق چونکہ زمین کے عطیہ پر ہوتا ہے لہذا ہم اس کے لئے کتابوں میں قطیعہ، قطنع، اقطاع قطعہ، قطعات جیسے الفاظ دیکھتے ہیں اور ان الفاظ میں ہمیں مختلف تصریحات ملتی ہیں۔ اسی طرح ہم جب اقطاع سے متعلق موضوعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اقطاع ہی سے ملتے جلتے کئی الفاظ اصطلاحات سے روشناس ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر ان کے معنی تو اقطاع جیسے ہوتے ہیں لیکن بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مفہوم اقطاع کے مفہوم اور تصور سے یکسر مختلف ہے۔ ان الفاظ یا اصطلاحوں میں جاگیر، مدد معاش، احیاء الموات شامل ہیں۔ الفاظ کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں:

جاگیر کا مفہوم

جاگیر کے معنی کسی حد تک بظاہر اقطاع سے ملتے ہیں، لیکن اقطاع اور جاگیر کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔ لفظ "جاگیر" برصغیر میں استعمال ہوتا آیا ہے۔ جاگیر کی اصطلاح ہندوستان میں پندرہویں صدی میں استعمال ہونا شروع ہوئی۔³

نصرت علی اثیر اپنی کتاب "اسلام کا قانون اراضی" میں جاگیر داری اور جاگیر کی اصطلاحات کے معنی و مفہیم کو واضح کرنے کے لئے فالن (Fallon) کی بیان کردہ تعریف نقل کرتے ہیں جو اُس نے اپنی لغت An English-Hindustan: Law & Commercial Dictionary میں تحریر کی، کچھ اس طرح ہے:

"A grant of land made by Government to Feud an individual as reward for some special services"⁴

"جاگیر سے مراد حکومت کی طرف سے کسی فرد کو قطعہ زمین کی ایسی بخشش ہے جو اس کو اس کی کسی خاص قسم کی خدمت کے انعام کے طور پر دی جاتی ہے۔"

جاگیر کا لفظ عام طور پر انگریزی کے لفظ فیف (Fief) کا ترجمہ ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

فیف: (Fief)

فیف Fief جسے Fiefdom, Feu, Feud, Feoff, Fee بھی کہا جاتا ہے⁵۔ یہ قرون وسطیٰ کے یورپ میں جائیداد کی ایک شکل تھی جس کا ذکر ہمیں اُس دور کے متعلق لکھی گئی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ فرانسیسی میں یہ لفظ Feudalite بن گیا۔ 6 فیوڈل ازم کی اصطلاح "Fief" ہی سے ماخوذ ہے جس کا ذکر درج ذیل ہے۔ اب ہم فیف (Fief) کے متعلق بیان ہوئی چند تعریفوں پر نظر ڈالیں گے۔ فیف کی ایک تعریف کچھ یوں بیان ہوئی ہے:

"The property or fee granted to a vassal for his maintenance by his lord in returned for his service⁷."

"فیف سے مراد وہ زمین، جاگیر یا جائیداد ہے جو فیوڈل لارڈ (سردار) کی طرف سے اس کے متوسل 8 کو اس کی خدمات کے بدلے اُس کی کفالت کے لئے دی جاتی ہے۔"

ایک تعریف کچھ یوں ہے:

"Fee, an estate in the land held in feudal law from a lord on condition of homage and services⁹"

"فیف سے مراد وہ زمین یا جاگیر جو جاگیر داری قانون کے تحت سردار کی طرف سے اطاعت اور خدمات کی شرط پر دی جاتی ہے۔"

اسی طرح فیف کی ایک اور تعریف یوں بیان ہوئی ہے:

"A fee was the central element of feudalism and consisted of heritable property or rights granted by an overlord to a vassal who held it in fealty (or in fee) in return for a form of feudal allegiance and service usually given by the personal ceremonies of homage and fealty. The fee was often land or revenue, producing real property held in feudal tenure. These are typically known as Fief or Fiefdoms¹⁰."

"فیف جاگیر داری نظام کا ایک مرکزی عنصر تھا جو قابل ورثہ جائیداد یا حقوق پر مشتمل ہوتا تھا، جو کہ جاگیر دار کی طرف سے اُس کے ویسل کو دیا جاتا تھا۔ ویسل لارڈ سے جاگیر پانے کے لئے مختلف رسوم سے گزرتا تھا۔ جاگیر کے عوض اس کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ لارڈ کی خدمت کرے۔ اس کے لئے اُسے باقاعدہ لارڈ سے اطاعت کا عہد لینا پڑتا تھا جو تبرکات (بائبل) پر لیا جاتا تھا۔ وفاداری کے عہد کی یہ رسم مجلس میں ادا کی جاتی تھی۔

فیف یا جاگیر اکثر زمین یا محصول کی صورت میں ہوتی، جو کہ عام طور پر فیف Fief یا Fiefdom کہلاتی تھی¹²۔"

ایک اور تعریف کے مطابق فیف Fief سے مراد:

"In Medieval feudalism a fief was a vassal's source of income, granted to him by his lord in exchange for his services. The fief usually consisted of land and the labor of peasant who were bound to cultivate it. The income the fief provided supported the vassal, who fought for his lord as a knight, Dignities, offices and money rent were also given in fief. A fief was basically a favor awarded to vassal. A fief was primarily the land held by a vassal of lord in return for stipulated services, chiefly military."

"قرون وسطیٰ کے جاگیردارانہ نظام میں فیف (جاگیر) ویسل کی آمدنی کا ذریعہ تھا جو کہ اُسے لارڈ (جاگیر دار) کی طرف سے اُس کی خدمات کے عوض دیا جاتا تھا۔ فیف (Fief، جاگیر) عام طور پر زمین اور کسانوں کی مشقت پر مشتمل ہوتی تھی جو اسے کاشت

کرنے کا پابند تھا۔ ویسل (Vassal) کی گزر بسر فیف کی آمدنی سے مہیا ہوتی تھی، جو بحیثیت نائٹ اپنے سردار کے لئے جنگ لڑتا تھا۔ فیف بنیادی طور پر وہ بخشش ہوتی تھی جو بطور انعام ویسل کو ملتی تھی۔ فیف ابتدائی طور پر زمین کی صورت میں جاگیر دار کی طرف سے ویسل کو اس کی خصوصی فوجی خدمات کے عوض ملا کرتی تھی¹¹۔

یورپ میں فیف یا جاگیر کو رکھنے کے لئے باقاعدہ قوانین تشکیل دیئے گئے تھے۔ جنہیں فیوڈل لاء یا فیوڈل قوانین کہا جاتا تھا۔ میلان کے رہنے والے ایک اطالوی مصنف نے جاگیروں یا Fief سے متعلق قوانین، رسم و رواج اور روایات کو جمع کر کے ایک مجموعہ بنالیا۔ اس مجموعے کا نام "Libri Feudorum" تھا۔ اس کتاب میں جاگیر کی ابتداء، اس کو عطا کرنے اور ضبط کرنے کے اصول بیان کئے گئے تھے۔ اس مجموعے میں عورت کو بغیر وصیت کے جاگیر کے لئے اہل قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جاگیر عموماً فوجی خدمات کے عوض عطا کی جاتی تھی، چونکہ عورتیں اس قسم کی خدمات ادا نہیں کر سکتی اس وجہ سے ان کو جاگیر کا اہل نہیں سمجھا گیا¹²۔

مدد معاش

مدد معاش سیورغال یہ جاگیر ہی کی ایک قسم گردانی جاتی تھی لیکن یہ صرف مسلمان علماء، صوفیاء اور مشائخ ہی کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ علماء و مشائخ دینی امور، مطالعہ، تعلیم و تعلم میں مصروف ہوتے تو ان کی مالی امداد کے طور پر ان کو بادشاہ کی طرف سے زمینیں عطا ہوتی تھی جو کہ بہت وسیع جاگیریں تو نہیں لیکن اتنی ہوتی کہ ان کا گزر بسر ہو سکتا۔ یہ جاگیریں چونکہ عاریتاً عطا کی جاتیں تھیں اس لئے یہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتی تھی¹³۔

احیاء الموات

احیاء الموات دو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ایک احیاء اور دوسرا موات۔ لغت میں احیاء کے معنی کسی چیز کو زندہ کرنا ہے¹⁴۔ جب کہ موات کے معنی مردہ، بنجر اور بے آباد کے ہیں¹⁵۔ چنانچہ لغوی طور پر احیاء الموات کے معنی بنجر اور مردہ زمین کو زندہ یا آباد کرنا ہے۔

اصطلاحی طور پر احیاء کا مفہوم یہ ہے کہ کسی زمین میں عمارت تعمیر کر کے یا درخت لگا کر یا جوت کر سنبھائی کر کے اس کی نشو و نما والی زندگی کا سبب بننا¹⁶۔

فقہاء کرام کی رائے میں حاکم وقت بنجر زمین کو آباد کرنے کے لئے اقطاع کر سکتا ہے اور اقطاع موات زمین کا ہوتا ہے تاکہ اسے آباد اور قابل کاشت بنا کر اس سے استفادہ حاصل کیا جاسکے۔

اقطاعی نظام کا سادہ اور ابتدائی تصور

عہد اسلامی میں اقطاع کے عمل کی ابتداء کے متعلق جاننے کے لئے جب ہم مختلف روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اقطاع کے عمل کا آغاز اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کئی قبائل اور افراد کو انفرادی و اجتماعی طور پر متعدد قطیعوں سے نوازا، جن سے متعلق روایات ہمیں احادیث و تاریخ کی کتابوں کے علاوہ یحییٰ بن آدم، امام ابو عبیدہ اور الماوردی کی کتابوں میں تسلسل سے پڑھنے کو ملتی ہیں¹⁷۔

عہد نبوی ﷺ میں زمین کا بندوبست یا زمین کو تقسیم کرنے کا باقاعدہ آغاز اُس وقت ہوا جب مدینہ کے یہودی قبیلہ بنو نضیر کو مدینہ سے مسلمانوں کے خلاف اُن کی ریشہ دوانیوں اور وعدہ خلافی کے باعث جلاوطن کیا گیا اور ان کی زمینوں کو نبی کریم ﷺ نے انصار کی مرضی سے مہاجرین اور چند غریب انصار¹⁸ کے درمیان تقسیم کر دیا¹⁹۔

تقسیم کا یہ عمل 4 ہجری میں سرانجام پایا²⁰۔ سن 4 ہجری سے قبل نبی کریم ﷺ نے مہاجرین کو مدینہ کی افتادہ زمینیں (جس میں سے کچھ زمینیں ایسی تھیں جو انصار نے خود آپ ﷺ کے اختیار میں دے دی تھیں) رہائش کے لئے اقطاع کی تاکہ اُن کے رہنے کا مستقل بندوبست ہو سکے۔

جب خیبر فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مفتوحہ علاقے کو مالِ غنیمت قرار دے کر سابقہ مالکوں²¹ کی ملکیت کو ساقط قرار دیا اور ایک حصہ خدا اور رسول ﷺ کے حق میں الگ کر کے باقی زمینیں مجاہدین میں تقسیم فرمادیں اور یہ تقسیم شدہ زمینیں جن کے حصے میں آئی اُن پر آپ ﷺ نے عشر لگا دیا²²۔

آپ ﷺ مجاہدین میں مفتوحہ اراضی اس لئے تقسیم کیا کرتے تھے کہ اسلامی فوج کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں تھی، اور جنگ کے لئے اسلحہ اور دوسرے لوازمات کی تیاری کا انتظام مجاہد کو خود ہی کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے ان کی خدمات کا معاوضہ دینا ضروری تھا جو کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے خود مقرر کیا تھا اور اسی مقرر کردہ حصے کے مطابق ان مجاہدین کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ قرآن مجید کی سورۃ الانفال میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

عہد نبوی ﷺ کے اقطاعی نظام میں سب سے اہم بات آپ ﷺ کا مختلف قبائل اور اُن کے سرداروں کی عزت افزائی اور تالیفِ قلوب کے لئے اقطاع فرمانا ہے۔ آپؐ نے انہیں مختلف مقامات اقطاع کرنے کے علاوہ وہ اراضی جو ان کے قبضے میں زمانہ قدیم سے چلی آرہی تھیں، پر ان کی ملکیت برقرار رکھی کیونکہ ان کے مسلمان ہونے کے ساتھ ان کی اراضی اور علاقے بھی اسلامی ریاست کا حصہ بن گئے۔

عہد نبوی ﷺ میں اقطاع کی یہ سادہ صورتیں تھیں۔ آپ ﷺ کے اقطاع رقبہ میں نہ آج کل کی جاگیروں کے مماثل ہیں اور نہ ان کے درمیان کوئی مشترک علت پائی جاتی ہے، بلکہ اس کی نوعیت آج کے جاگیردارانہ نظام سے یکسر مختلف ہے۔ چنانچہ یہاں ہم اب ان عوامل اور تبدیلیوں پر سرسری نگاہ ڈالیں گے جن کی وجہ سے اقطاع کا نظام اپنی ابتدائی شکل کو برقرار نہیں رکھ سکا۔

مسلمان حکمرانوں کی ملوکیت، شان و شوکت اور اقطاع سے متعلق طرزِ عمل

نبی کریم ﷺ کے بعد جب خلفائے راشدین کا دورِ حکومت آیا تو ان کی حکومت کی اساس ہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور ان کے بنائے ہوئے قوانین پر عملداری تھی اور ان کی خلافت کا نظام ہی عدل و قسط پر قائم تھا۔ پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کیا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنایا تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اپنی اجتہادی بصیرت کی بدولت جاگیردارانہ نظام کو قائم ہونے سے پہلے ہی اس کا سد باب کیا۔ تمام مفتوحہ ممالک کی اراضی کو خراجی قرار دیا، جس سے وہ تمام مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت بن گئیں

لیکن خلافتِ راشدہ کے بعد جب خلافت نے تدریجاً ملوکیت کی صورت اختیار کرنی شروع کی تو اس معاملے میں بھی زوال کا آغاز ہوا۔ جو راستے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنیب صیرت اور دوراندیشی سے بند کئے تھے وہ آہستہ آہستہ کھانا شروع ہو گئے۔ بالآخر جاگیر داری اور زمینداری کا نظام اسلامی حکومتوں میں بھی رائج ہوا، اور مسلمان حکمرانوں نے بجائے خلفائے راشدین کے طرز حکومت کو اپنانے کے، ایران و روم کی موروثی جاگیر کی شہنشاہیت کو اختیار کر لیا۔

اسی سے متعلق (AKS Lambton) 23 اپنی کتاب Land Lord and Peasants in Persia میں لکھتی ہیں:

"It is probable the Muslims were influenced which had prevailed in the conquered lands, where large areas of the country had been the private estates of the former ruling family"²⁴

"غالب گمان یہی ہے کہ مسلمان جن علاقوں کو فتح کر کے داخل ہوئے تھے ان کے طور طریقوں سے متاثر ہوئے ہوں، جن کے تحت بہت سے وسیع رقبوں، زمینوں اور ملک کے باقی حصے کو وہاں کے سابق حکمران اور ان کے خاندان نے اپنی نجی ملکیت بنایا ہوا تھا۔"

اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم حضرت عمرؓ اور حضرت معاویہؓ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

"حضرت عمرؓ جب ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاویہؓ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی شاہانہ آن بان انہیں پسند نہ آئی اور ان سے فرمایا۔ معاویہ! یہ کیا، کسریٰ کے طریقے کہاں سے سیکھ لئے؟ حضرت معاویہؓ نے جواب دیا۔ امیر المؤمنین میں سرحدوں پر موجود ہوں اور ہر وقت دشمن سے مقابلے کی حالت میں ہوتا ہوں یہاں پر دشمن کے جاسوس کثیر تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ لہذا ان کو مرعوب رکھنے کے لئے شاہانہ شان و شوکت دکھانا ضروری ہے تاکہ دشمن پر رعب پڑے۔ ان کا جواب سن کر حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور ان کو آگے سے منع نہیں فرمایا کیونکہ حضرت معاویہؓ کا استدلال ایک صحیح مقصد کے لئے تھا ورنہ حضرت عمرؓ جو اپنے عمال کے ساتھ ایسی باتوں پر انتہائی سختی سے پیش آتے تھے، کیا حضرت معاویہؓ کو حکم دے کر منع نہیں فرما سکتے تھے لیکن ان کا خاموش ہونا حضرت معاویہؓ کے حق میں بڑی دلیل ہے"²⁵

اس واقعہ کے ذکر کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ غالباً حضرت معاویہؓ نے اپنے دور حکمرانی میں جو ملوکیت کی شان و شوکت اختیار کی تھی اُس میں ان کی وہی مقصد تھی جو مندرجہ بالا واقعہ میں انہوں نے خود بیان کیا ہے کیونکہ حضرت معاویہؓ صحابی رسول ﷺ تھے اور ان کے مناقب سے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ اگر ہم خلافتِ راشدہ کے دور کے ساتھ ان کی حکومت کا تقابل کریں تو خلافتِ راشدہ کی نسبت سے ان کے عہد حکومت میں فرق ضرور تھا لیکن یہ فرق فسق و معصیت اور ظلم و جور کی حد تک نہیں پہنچا تھا ان کی حکومت حکومتِ عادلہ ہی تھی²⁶۔

ابن کثیر نے حضرت معاویہؓ کے متعلق یہ تحریر کیا ہے:

فہو أول ملوک لاسلام و خیارہم²⁷

"وہ اسلام کے پہلے اور بہترین بادشاہ تھے۔"

چونکہ اسلام پھیل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچ گیا تھا جن میں مصر، شام، ایران اور روم شامل ہیں، اور یہاں کے لوگ شہنشاہی نظام کے عادی تھے۔ حکمران اور حکومت کے بارے میں ان کا وہی پرانا تصور تھا جس میں موروثی جاگیر داری نظام جز لازم تھا۔ چنانچہ بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے اپنی اطاعت کروانے، دبدبہ بڑھانے اور نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لئے ملوکیت کے اس نظام کو اختیار کرتے ہوئے شمالی افریقہ سے وسط ایشیاء تک پھیلی ہوئی وسیع سلطنت پر حکمرانی کی²⁸۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جاگیر داری نظام کے آثار حضرت معاویہؓ کے دور حکومت سے ہی نظر آنے لگے تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں نے اس استبدادی نظام کو اس قدر بڑھ چڑھ کر اپنایا اور اسکا مستعدی سے اسے رائج کیا کہ جلد ہی نظام سیاست دین سے الگ ہو گیا۔ مسلمان حکمرانوں نے دنیا کے مروجہ تقاضوں سے خود کو اس حد تک ہم آہنگ کر دیا کہ اگر ان کے افعال و کردار کو دیکھیں تو وہ خلافت کے جانشین کم اور قیصر و کسریٰ کے جانشین زیادہ لگے تھے²⁹۔

بعد ازاں خلافت کے مسئلے کو لے کر جو مختلف فرقے اسلامی تاریخ میں ظہور پذیر ہوئے اور انہوں نے مختلف علاقوں میں اپنی ریاستیں اور حکومتیں قائم کیں تو ان سلطنتوں کے نظام کی بنیاد اسی جاگیر داری نظام پر رکھی۔ مثلاً مصر اور شمالی افریقہ میں جو دولتِ فاطمیہ قائم ہوئی، جو کہ شیعہ حکومت تھی، وہ بھی موروثی جاگیر داری سلطنت تھی۔ اسی طرح ایران میں برسرِ اقتدار آئے تو مغویوں، تاجاریوں، زند اور بہلوی نے موروثی جاگیری شہنشاہی نظام سلطنت کو اپنایا۔ یہ فرقے جو حضرت علیؓ کے نام پر بنے انہوں نے جب تحتِ اقتدار حاصل کیا تو حضرت علیؓ کی سادگی کو اپنانے کی بجائے شاہانہ طرزِ زندگی کو اختیار کیا۔ اسی طرح اہل سنت حکومتیں جیسے اموی، عباسی، اندلسی اموی، سلجوقی، غزنوی، خوارزمی، زنگی، ایوبی ممالک مصر، سلاطین دہلی، مغل، عثمانی ترک ان سب نے بھی موروثی جاگیری شہنشاہیت کو اپنایا۔ ان میں سے کسی نے بھی اُس نظام حکومت کو اختیار نہیں کیا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ادوار میں قائم کیا تھا۔ یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد دنیا میں ملوکیت اور بادشاہی کو زوال آگیا اور بورژوا جمہوری نظام ایک جدید نظام کے طور پر ابھر کر سامنے آیا³⁰۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خراجی زمینوں کی خریداری پر پابندی لگادی تھی۔ کسی مسلمان کو ان زمینوں کی خریداری کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کے پاس صرف عشری زمینیں تھیں، جن سے پیداوار کا دس فیصد حصہ لیا جاتا تھا اور خراجی زمینوں سے خراج وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کے بعد ان کے بنائے ہوئے اس اصول کو ترک کر دیا گیا اور حالت ایسی ہوئی کہ مسلمانوں نے خراجی زمینوں کو کثرت سے خریدنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بڑی تعداد میں خراجی زمینیں عشری زمینوں میں تبدیل ہو گئیں، جس سے حکومت کی آمدنی بتدریج کم ہوتی گئیں خاص طور پر بنو امیہ نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے خاندان کے علاوہ اپنے حامیوں میں بھی بڑی بڑی جاگیریں بانٹیں۔ جاگیریں عطا کرنے کا یہ سلسلہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ ہی سے شروع ہو گیا تھا³¹۔

حضرت عمرؓ کی مفتوحہ اراضی کے بارے میں جو پالیسی تھی حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں تقریباً چھ سال تک قائم رہی۔ یہاں تک کہ کوفہ کے گورنر سعید بن العاص نے کوفہ کے حالات کی جو روداد حضرت عثمانؓ کو بھیجی تھی، اُس کے

پیش نظر حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کی مفتوحہ اراضی سے متعلق پالیسی میں بنیادی تبدیلی کی۔ جس کی وجہ سے جاگیردارانہ نظام کے وجود میں آنے کا راستہ کھل گیا اور اس سلسلے کا آغاز ہو گیا جس نے آگے جا کر جاگیرداری کی شکل اختیار کی جس کی اسلام میں گنجائش نہیں تھی³²۔

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمانؓ مسند حکومت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر کے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو مقرر کیا۔ ان کے اور عبد اللہ بن مسعودؓ کے درمیان قرض کے مسئلہ پر جھگڑے کے سبب جب معاملہ حضرت عثمانؓ تک پہنچا تو انہوں نے انہیں معزول کر کے حضرت ولید بن عقبہؓ کو گورنر بنایا، مگر کچھ عرصہ بعد اُس کا کوفہ کے یمنی خواص کے ساتھ تضاد پیدا ہو گیا، جس نے شدت اختیار کی تو حضرت عثمانؓ نے اسے بھی معزول کر کے سعید بن العاص کو وہاں کا گورنر مقرر کیا اور وہاں کے حالات سے پوری طرح آگاہ کرنے کا حکم دیا³³۔ حضرت سعید بن العاص نے حضرت عثمانؓ کو وہاں کے حالات سے بذریعہ تحریر یوں مطلع کیا کہ "اہل کوفہ کے معاملات خراب ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم اور شرفاء مغلوب ہو گئے ہیں اور بعد میں آنے والے اعراب یہاں کے معاملات پر غالب آ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ شرفاء اور حضرات معززین کو کوئی نہیں پوچھتا³⁴۔ حضرت عثمانؓ نے جواب میں تحریر فرمایا:

ففضِّلَ أَهْلُ السَّابِقِ هُوَ الْقَدَمَةُ مِمَّنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ تِلْكَ الْبِلَادَ، وَلَكِنْ مِنْ نَزَاهَاتِهِمْ تَبَعَالَهُمُ الْآءُ، أَنْ يَكُونُوا تَنَافَلُوا عَنْ الْحَقِّ، وَتَرَكَوْا الْقِيَامَ بِهِ وَقَامَ بِهِ هَوْلَاءُ۔ وَاحْفَظْ لِكُلِّ مَنْزِلَتِهِ وَاعْطِهِمْ جَمِيعًا يَقْسِطُهُمْ مِنَ الْحَقِّ، فَإِنَّ الْمَعْرِفَةَ بِالنَّاسِ بِهَا يَصَابُ الْعَدْلُ

"کہ تم قدیم اور سابقہ خدمات کے ان لوگوں کو ترجیح دو جن کے ہاتھوں پر اللہ نے یہ ملک فتح کرایا ہے اور جو ان کے بدولت یہاں مقیم ہوئے ہیں انہیں ان کا سابقہ قرار دو۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ (اصلی فاتحین) حق و صداقت کے کاموں کی انجام دہی میں سستی کریں اور انہیں انجام نہ دے سکیں۔ اور دوسرے لوگ کہ کام انجام دے رہے ہوں، تم ہر ایک کی حیثیت، مرتبہ اور حق کا درجہ بدرجہ خیال رکھو کیونکہ مردم شناسی کے ذریعہ عدل اور انصاف قائم ہوتا ہے³⁵۔"

جب حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہاں کے معزز حضرات، بالخصوص وہ لوگ جنہوں نے جنگ قادسیہ میں حصہ لیا تھا، کو بلوایا اور ان کو مخاطب کر کے کہا:

"تم اپنی قوم کی شکل و صورت ہو اور قوم کے جسم کا پتہ شکل و صورت سے چلتا ہے۔ لہذا تم اپنے ضرورت مندوں کی ضرورتوں سے ہم کو مطلع کرو اور محتاجوں کی حاجتیں پیش کرو میں ان کے ساتھ ان لوگوں کو شامل کروں گا جو بعد میں آکر مقیم ہوئے³⁶۔"

حضرت سعید بن العاصؓ کے خطاب کے بعد پورے کوفہ میں ہلچل مچ گئی۔ ہر طرف مختلف قسم کی افواہیں گردش کرنے لگی۔ حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ کو تمام حالات سے مطلع کر دیا۔ اس تمام صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمانؓ نے اہل مدینہ کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! اسْتَعْدِدُوا وَاسْتَمْسِكُوا، فَقَدْ دَبَّتْ إِلَيْكُمْ الْفِتْنُ

اہل مدینہ! تیار ہو جاؤ فتنہ و فساد کا آغاز ہو گیا ہے³⁷۔"

پھر حضرت عثمانؓ نے اہل مدینہ کو جائیداد کی منتقلی کی پیشکش کرتے ہوئے فرمایا:

يا اهل المدينة! انّ الناس يتمخضون بالفتنة، واتي والله لا تخلصن لكم الذی ، لكم حتى أنقله إليكم إن رأيتم ذلك فهل ترونه حتى يأتي من شهد مع أهل العراق الفتوح فيه فيقيم معه في بلاده؟ فقام أولئك وقالوا! كيف تنقل لنا ماء الله علينا من الأرضين يا أمير المؤمنين ؟ فقال : نبيعها من شاء بما كان لهب الحجاز، ففرحوا وفتح الله عليهم به أمرًا لم يكن في حسابهم، فافتراقوا وقد فرحها الله عنهم به

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اہل مدینہ کو جمع کیا اور فرمایا:

"اے اہل مدینہ! لوگ فتنوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ بخدا میں تمہارے مال و جائیداد کو تمہارے پاس منتقل کر سکتا ہوں بشرطیکہ تمہاری رائے ہو۔ کیا تم پسند کرو گے کہ جو اہل عراق کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوا ہو وہ اپنے ساز و سامان کے ساتھ وطن میں مقیم ہو جائے۔ اس پر اہل مدینہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! آپ ہمارے مال غنیمت کی اراضی کو کیسے منتقل کر سکیں گے؟ آپؓ نے فرمایا ہم ان اراضی کو کسی کے ہاتھ حجاز کی اراضی کے بدلے فروخت کر سکتے ہیں۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسا راستہ کھول دیا تھا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ چنانچہ جب وہ رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل حل کر دی تھی۔"³⁸

حضرت عثمانؓ کا یہ فیصلہ حضرت عمرؓ کی اس حکمت عملی کے خلاف تھا جس کے ذریعے انہوں نے اہل مدینہ کو مفتوحہ علاقوں میں بغیر اجازت جانے سے ممانعت کے ساتھ خرید و فروخت سے بھی روکا تھا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ مفتوحہ علاقوں میں جاگیر داری نظام رائج نہیں کرنا چاہتے تھے جو کہ اب ہونے جا رہا تھا۔³⁹

حضرت عثمانؓ کی اس حکمت عملی اور اجازت نے لوگوں کے لئے وہ عظیم راہ کھول دی جس کا لوگوں کی سیاسی، اجتماعی، اقتصادی اور عقلی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑا۔ حجاز میں رہنے والے کئی کبار صحابہؓ بڑی بڑی منقولہ و غیر منقولہ جائیدادوں کے مالک تھے۔ اس اجازت سے انہیں بھی دوسرے صوبوں سے زمین خریدنے کا موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے تمام اموال خرچ کر کے دیگر صوبوں میں زمینیں خریدیں کیونکہ مفتوحہ علاقوں کی زمینیں حجاز کی زمینوں کی بہ نسبت زیادہ سبز اور کم محنت طلب تھیں۔⁴⁰

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے پاس خیبر کے بہت سے حصّوں کے علاوہ اور بھی کافی جائیداد تھی، لیکن جب حضرت عثمانؓ نے راستہ کھول دیا تو انہوں نے خیبر کے حصّوں کو ان اہل حجاز کے ہاتھوں فروخت کیا جو جنگ قادسیہ اور جنگ احد میں شرکت کے بعد مدینہ میں مقیم ہوئے تھے، اور اس کے عوض ان کی عراق کی زمینیں لے لی جو عمدہ اراضی تھیں۔ اس طرح انہوں نے "سبز اریس" کے بدلے میں حضرت عثمانؓ کی عراق کی جائیداد خرید لی تھی۔ نیز مروان بن الحکم نے حضرت عثمانؓ کے عطا کردہ مال کے ذریعے نہر مروان جو جنگل میں تھی، خرید لی۔ عراق سے تعلق رکھنے والے قبائل نے بھی جائیداد کے بدلے میں جو جزیرہ عرب میں ان کے قبضے میں تھی اراضی خرید لیں، ان میں، مدینہ، مکہ، طائف، یمن اور حضر موت کے باشندے شامل تھے۔ چنانچہ اشعث نامی ایک شخص نے حضر موت کی جائیداد کے بدلے میں طینر ناباذ کی اراضی خرید لی۔⁴¹

لہذا جن لوگوں کے پاس سرمایہ موجود تھا انہوں نے اس پالیسی سے فائدہ اٹھانا شروع کیا اور لوگوں سے خراجی زمینیں خریدنا شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عراق اور دوسرے علاقوں میں بڑی بڑی جاگیریں ظہور میں آ گئیں اور اس سال زمین کی خرید و فروخت اور منتقلی کی وجہ سے دولت مختلف ہاتھوں میں گھومتی رہی۔ پھر یہ سلسلہ حجاز و عراق سے نکل کر تمام ملک

عرب اور دوسرے مفتوحہ ممالک میں پھیل گیا اور صورت حال ایسی ہو گئی کہ جہاں بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیریں نظر آتی تو ساتھ میں ان کو سنبھالنے کے لئے مزدور بھی بڑی تعداد میں نظر آنے لگے۔ نتیجتاً اسلام میں وہ نیا طبقہ پیدا ہوا جو نسلی سیاست کے ساتھ ساتھ جائیداد، دولت اور خدمت گزار بھی کثیر تعداد میں رکھتا تھا۔ یہ لوگ کسی کام کو خود ہاتھ نہ لگاتے بلکہ ان کے سارے کام ان کے ملازمین اور مزدور سرانجام دیتے۔ ان فارع البال رئیسوں کی تعداد مکہ، مدینہ اور طائف میں پھیلتی گئی⁴²۔

ان سب کے باوجود ہم حضرت عثمانؓ کے ایمانی جذبے پر شک و شبہ نہیں کر سکتے، نہ اُن کے اسلام کے لئے کی گئی خدمات سے انکار کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی خلافت میں اسلامی روایات کی پاسداری اور اُن پر عمل درآمد کی حتی الامکان کوشش کی لیکن حضرت عثمانؓ کی طبیعت کی نرمی اور شفقت اور اپنے اقرباء سے غیر معمولی محبت کی وجہ سے ان سے کچھ ایسے اقدامات ہو گئے جو کارآمد ثابت نہ ہوئے۔ سید قطب حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"جب حضرت عثمانؓ نے خلافت سنبھالی اُس وقت وہ ضعیف العمر تھے، ان کی عمر تقریباً ۸۰ (۸۰) سال تھی⁴³۔"

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے یہ تمام اقدامات سب مسلمانوں اور خاص کر ان کے اکابر صحابہؓ کے ساتھ حسن سلوک اور مہربانی کے طور پر کئے گئے تھے لیکن اس حکمت عملی سے ایسے مفاسد پیدا ہوئے جن کا سد باب کرنے کی کوشش حضرت عمر فاروقؓ اپنے دور خلافت میں کر گئے تھے۔

خلاصہ بحث

اسلام میں اقطاعی نظام کے ایک سادہ اور ابتدائی دور کا باقاعدہ آغاز نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مختلف قبائل اور اُن کے سرداروں کی عزت افزائی اور تالیف قلب کے لئے اقطاع کیا اور مختلف مقامات پر ان کی اراضی کو ان کی ملکیت میں رہنے دیا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے تمام مفتوحہ ممالک کی اراضی کو خراجی قرار دے کر ریاستی ملکیت بنایا۔ چنانچہ آپؓ کا یہ مروجہ اقطاعی نظام حضرت عثمانؓ کے دور میں بھی تقریباً چھ سال تک قائم رہا۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے اس میں بنیادی تبدیلی کی، جس سے جاگیردارانہ نظام کے وجود میں آنے کا راستہ کھلا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے تمام اموال خرچ کر کے دیگر مفتوحہ علاقوں کی سرسبز زمینیں خریدیں۔ اس طرح ایک نئے طبقہ نے جنم لیا جو نسلی سیاست کے ساتھ جائیداد، دولت اور خدمت گزار بھی کثیر تعداد میں رکھتا تھا۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ کے یہ تمام اقدامات سب مسلمانوں اور خاص کر اکابر صحابہؓ کے ساتھ حسن سلوک کے طور پر کئے گئے تھے لیکن اس حکمت عملی سے ایسے مفاسد پیدا ہوئے جن کا بعد میں سد باب نہ ہو سکا۔ خلافت راشدہ کے بعد جب خلافت نے تدریجاً مملوکیت کی صورت اختیار کی تو جاگیرداری اور زمینداری کا نظام اسلامی حکومتوں میں بھی رائج ہوا۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 ابن منظور، لسان العرب 11: 244، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، 1408ھ
- 2 الفیومی، احمد، بن محمد بن علی المقرئ، المصباح المنیر 2: 698، المطبعة الأميرية بالقاهرة 1928ء
- 3 مبارک علی، جاگیرداری: 74، فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور، 2005ء

- 4 اشیر نصرت علی، اسلام کا قانون اراضی: 114، مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1994ء
- 5 www.thefreedictionary.com/fief
- 6 جاگیرداری: 9
- 7 www.thefreedictionary.com/fief
- 8 ویسل: وہ آزاد بندہ جو سردار سے یا جاگیردار سے زمین اپنی وفاداری کے عوض حاصل کرتا تھا۔ ویسل جاگیر کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ براہ راست بادشاہ کے ماتحت بھی ہو سکتا تھا۔ (www.middle-ages.org.uk/fief.htm)
- 9 www.merriam-webster.com / dictionary / fee?show = o&t = 1366088612
- 10 http://en.wikipedia.org/wiki/fee_(feudal_tenure.)
- 11 www.middle-ages.org.uk/fief.htm.
- 12 جاگیرداری: 9
- 13 نفس مصدر: 78
- 14 علامہ جوہری اسماعیل بن حماد، الصحاح، مادہ: جی، دارالکتب المصریہ، قاہرہ (س۔ن)
- 15 لسان العرب 46: 4167
- 16 ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز، رد المختار علی الدر المختار 10: 5، مطبع واس اشاعت نامعلوم
- 17 Nadvi, Syed Habibul Haq, Al-Iqta-or theory of land ownership in Islam, Islamic Studies Quarterly Journal of the Islamic Research Institute, Pakistan, Vol x, December 1971, No. 4, PP. 258
- 18 ان انصار یوں میں حضرت ابود جانہ، حضرت سہل بن خف، حضرت حسان، حضرت ربیعہ اسلمی رضوان اللہ عنہم شامل ہیں۔ (ملک، اسلم، رسول اللہ ﷺ کی زرعی منصوبہ بندی: 91، ظہیر ایسوسی ایشن کلاسک پبلشرز راولپنڈی، 1986ء)
- 19 رسول اللہ ﷺ کی زرعی منصوبہ بندی: 78-79
- 20 ابن اسحاق، السیرۃ النبویہ 2: 382، جز الثانی، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1424ھ/2004ء
- 21 خیبر کے یہودیوں کی درخواست پر نبی کریم ﷺ نے انہیں بدستور خیبر میں آباد رہنے دیا اس شرط پر کہ ان کی زرعی زمینوں پر محنت بھی ان کی ہوگی اور سرمایہ بھی انہی کا ہوگا لیکن ان کی فصلوں کا آدھا حصہ مسلمان وصول کریں گے اور مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ جب چاہیں گے یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کر سکیں گے۔ اپنی سازشوں کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے دور میں یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو مسلمانوں کا حصہ وصول کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نے یہودیوں کا اختیار دیا کہ وہ دو برابر حصوں میں سے جو حصہ چاہیں لے لیں اور دوسرا ان کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اس انصاف کو دیکھ کر یہودی بول اٹھے ”زمین اور آسمان اسی انصاف سے قائم ہیں م تمہارے کئے پر راضی ہیں اور جو حصہ تم دیتے ہو وہی لینے کو تیار ہیں۔“ (مدنی معاشرہ: 206)
- 22 سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام: 199، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1998ء
- 23 Ann Kathrine S\wyinford Lambton=AKS Lambton (1912-2008): جو کہ عام طور پر اے۔ کے ایس لمبٹن کے نام سے جانی جاتی ہیں، برٹش مورخ تھیں اور قرون وسطیٰ اور ابتدائی جدید فارسی تاریخ، اسلامی سیاسی نظریہ اور تاریخ کی ماہر تھیں۔ سلجوق پر ان کا کام مستند مانا جاتا ہے۔ (en.wikipedia/wiki/Ann-(Lambton)

- 24 Lambton, Ann, Kg, land lord and peasant in Persia, I.B Tauris & Co,Ltd, London 1991, PP.25.
- 25 ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمہ ابن خلدون (دیوان المبتدأ والخبر فی تاریخ العرب) 1: 294، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1431ھ
- 26 عثمانی، محمد تقی، حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق: 146، مکتبہ معارف القرآن کراچی، 1391ھ
- 27 ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ 11: 143، بجر للطباعة والتوزیع، والحلان، 1418ھ
- 28 زاہد چوہدری، مسلمانوں کی سیاسی تاریخ 1: 16، ادارہ مطالعہ تاریخ لاہور، 2001ء
- 29 نفس مصدر: 16- 17
- 30 مسلمانوں کی سیاسی تاریخ 1: 17
- 31 صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام کا معاشی نظریہ: 63، مطبعہ سن اشاعت نامعلوم
- 32 مسلمانوں کی سیاسی تاریخ، ادارہ مطالعہ تاریخ 1: 238
- 33 نفس مصدر
- 34 الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک 4: 279، دار المعارف قاہرہ، مصر (س-ن)
- 35 نفس مصدر
- 36 تاریخ الرسل والملوک 4: 279
- 37 نفس مصدر
- 38 تاریخ الرسل والملوک 4: 279
- 39 اسلام کی سیاسی تاریخ 1: 235
- 40 نفس مصدر 1: 239
- 41 تاریخ الرسل والملوک 4: 280
- 42 مسلمانوں کی سیاسی تاریخ 1: 239
- 43 سید قطب، اسلام میں عدل اجتماعی، مترجم ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی: 451، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، 2006ء